رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ واسع علیم

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

بنام مضامین ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام منیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

ہفتہ میں تین بار شائع ہوتا ہے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ۶۵)

جلد ۳ | ۲۶ دسمبر ۱۹۱۵ء | یکشنبہ | مطابق ۱۸ صفر ۱۳۳۴ھ | نمبر

آج کا اخبار زیادہ تر ایک ہی لمبے مضمون کی نذر ہو گیا ہے مگر چونکہ **پیامی مغالطوں کی قلعی کھولنے** کیلئے اس کی اشاعت ضروری تھی اس لئے اتنے صفحے ایک دم اسکے واسطے وقف کر دینے پڑے۔ امید ہے کہ احباب غور و توجہ سے پڑھیں گے +

دارالامان قادیان کی اہم ترین خبر آج ۲۴/۱۲/۱۵ یہی ہے کہ معزز مہمانوں کی تعداد پچھلے دو تین روز میں قریبًا ایک ہزار تک پہنچ گئی ہے اور ابھی ماشاء اللہ تانتا بندھا ہوا ہے۔ یوں تو ہر سال خاصی معقول تعداد انعقاد جلسہ کی تاریخوں سے کئی کئی دن پہلے آجایا کرتی ہے لیکن اس دفعہ ایک بڑی وجہ یہ بھی ہوئی کہ ۲۴ تاریخ کو جمعہ تھا جو پھر کہیں ۳۱ دسمبر کو پڑے گا جس سے دو روز پہلے مہمان عمومًا واپس جانے شروع ہو جاتے ہیں پس بہت سے احباب جنہیں پابندی ملازمت وغیرہ کی کوئی مجبوری نہ تھی یا ایک دو روز پہلے کی رخصت حاصل کر سکے وہ کئی سو کی تعداد میں دو دن قبل ہی شریک جمعہ ہونیکی خاطر تشریف لے آئے تھے۔ **ترجمۃ القرآن** پارہ اول کے مدراس سے چھپکر امروز فردا میں آنے کی توقع ہے۔ ترجمہ اردو کی کتابت کا کام کئی روز سے دن رات برابر ہو رہا تھا جو الحمد للہ کہ بخیر و خوبی اختتام کو پہنچ گیا۔ کاپیوں کا ایک بڑا حصہ بغرض انطباع ساتھ کے ساتھ لاہور بھیجتے رہے تھے۔ لہذا امید ہے کہ انشاء اللہ جلسہ کے اختتام تک تیار ہو کر آجائے گا

منارۃ المسیح کی سب سے بالائی منزل پر برجی کی تعمیر شروع ہو گئی ہے +

تازہ ترین اطلاع۔ ۲۵ دسمبر کی صبح کو معلوم ہوا کہ بیرونجات کے احباب چونکہ بہت سے تشریف لا چکے ہیں اس واسطے حسب الارشاد حضرت اقدس یہ قرار پایا ہے کہ جلسہ کی کارروائی اور تقریروں وغیرہ کا سلسلہ ۲۵ سے ہی سے شروع ہو جائے۔ جسکی مفصل روئداد انشاء اللہ آیندہ ہدیۂ ناظرین ہوگی +

اخویم مکرم قاضی محمد یوسف صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ خاکسار نے ایک نوجوان احمدی مسمی عجب خان کو مستعد کیا ہے کہ پشاور کیطرف سے **ترجمۃ القرآن انگریزی کی پچاس کاپیاں** فروخت کرنے کا انتظام کریں اور خاکسار بھی اس کار خیر میں انکی مدد کرے گا۔ فجزاہما اللہ +

قبولیت دعا۔ مالیر کوٹلہ سے برادر محمد عبد اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ میرے والد کو حضرت اقدس ایدہ اللہ کی دعا سے ایسا نکل

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۱۵ء

مرحباے خیرِ اُمّت مرحبا!

الحمد للہ والمنۃ کہ آج بزم احمدؑ میں ہر طرف رونق ہی رونق ہے۔ خدائے واحد کے ہزاروں سچے پرستار چار سُو سے آکر قادیان کی زمینِ محترم میں جمع ہیں۔ گو قسم قسم کے مشاغل مشکلات اور عذرات مجبوری اس مبارک تقریب پر بدیۃ المسیح کی حاضری سے ان کو مانع تھے۔ مگر اللہ رے شوق! آفرین صد آفرین ان کے صدق واخلاص پر کہ بڑی سے بڑی روکاوٹوں کی بھی پروانہ کی۔ اور سب کے سب پروانہ وار شمع بزم رسالت پر نثار ہونے کو دُور دُور سے کھچے چلے آئے۔ آج دسمبر کی ۲۶ تاریخ ہے اور جلسہ سالانہ کا پہلا دن۔ اکثر وبیشتر احباب رونق افروز جلسہ ہوگئے ہیں اور پیچھے رہے ہوئے یا آس پاس کے بعض دوست غالباً کل تک پہنچ رہینگے۔ انشاء اللہ

احمدؑ نبی اللہ بروزِ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی اخلاص کیش جماعت ان رموز کو بفضل خدا خوب سمجھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں زندہ کون ہے۔ وہی جس کے اندر امور دین کے لئے غیرت وہمت مستعدی وبیداری وغیرہا آثارِ حیات پائے جائیں۔ اور جو امتحانِ ایمان کے وقت سفلی علائق سے انقطاع کرنے میں مردانگی اور حقیقی زندہ دلی کا ثبوت دے سکے۔ ہاں یہ جماعت اچھی طرح جانتی ہے کہ آج دنیا کے پردہ پر سوائے اسلام کے اور کوئی بات نہیں۔ وہ جانتی ہے کہ اسلام احمدیت ہی دوسرا نام ہے مگر خلافت حقہ اور مرکز سلسلہ سے وابستگی کے بدون احمدیت کوئی چیز نہیں۔ بلا ان دو بنیادی امور کے حیات بلی علوم اور دین حق کی غایت مقصود معدوم۔ پس خلافت حقہ سے نفور اور مرکز احمدیت سے دُور ومہجور رہ کر کیسی احمدیت اور کہاں کا اسلام؟

ایک سچے مسلمان ہاں ایک غیور احمدی کے لئے حقیقی دوست اور دو نوجہان کی بھلائی مدنظر رکھ کر عزیز ترین وجود وہی ہوسکتا ہے۔ جو ہر دو اصول مذکورہ کے ماتحت اسلام اور احمدیت کے فیوض وبرکات سے افرادِ جماعت کو مالامال کرنے والا ہو۔ لیکن بھائیو! وہ آقائے نامدار وہ پیارا دوست اور گرامیقدر وجود آج بجز اس مصلح موعود کے اور کون ہوسکتا ہے جسے خود خدائے پاک نے **محمود** بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نصرتیں اور افضال اسکے شاملِ حال ہوں۔ اور وہ چمن احمدؑ کی آبیاری کے لئے تادیر سلامت [illegible] رہیں۔

جو احباب واقعی مجبوریوں کے سبب اس موقعہ پر قادیان نہیں آسکے وہ تو خیر معذور ہیں۔ اور جنھیں کوئی ایسے زبردست موانع بھی درپیش نہ تھے اور پھر آنے کی چنداں پروانہ کی۔ انھوں نے درحقیقت کچھ اپنا ہی کھویا۔ لیکن جنھوں نے **دین کو دنیا پر مقدم** رکھنے کے عہد واثق کا پاس کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں کرنے کے اصول کو سمجھا اس کے محل وموقعہ کی قدر جانی۔ تمام بندھنوں کو توڑ۔ فانی فوائد واغراض سے منہ موڑ اور اہل وعیال تک کو چند روز کے لئے اللہ کے آسرے پر چھوڑ کر ارض حرم کے انوار وبرکات سے بہرہ اندوز ہونے۔ امام محترم کی زیارت کرنے اور برادران دینی سے بعد مدت ملنے کے شوق میں ہر قسم کی تکالیف وزیر باریاں گوارا کرکے بھی **دارالامان مہدی** میں ٹھیک وقت پر آن ہی پہنچے انکی للّٰہیت ان کا اخلاص فی الواقعہ قابلِ تحسین ہے اللّٰھم زد فزد ہم تہ دل سے انکی ارادت وہمت کے مداح ہیں۔ ہم بڑے تپاک سے ان کا **خیر مقدم** کرتے ہیں ہم پوری بصیرت کے ساتھ انھیں اسبات پر **مبارکباد** دیتے ہیں کہ انکا یہ اجتماع درحقیقت بابرکت ہے اور ان کی قومی زندگی ودینی غیرت کا بین ثبوت ہم اپنے معزز ومکرم مہمانوں کے ایک ایک کمرہ میں پھر کر دیکھتے اور احمدیت کی رُوح کو جگہ جگہ مرکزی برکات سے مسرور پاتے ہیں۔ فالحمد للہ۔ ہر کمرہ کے مقیم اپنے اپنے مقام پر سجداتِ شکر[1] بجالاتے اور زبانِ حال سے یہ شعر پڑھتے سنائی دیتے ہیں ؎

شکر للہ کہ نہ مردیم ورسیدیم بہ دوست
آفرین باد بریں ہمت مردانۂ ما

درحقیقت یہ اخلاص وہمت مستحق صد مرحبا ہے۔ گلشن احمد کے نونہالو تمکو مبارک ہو کہ ہر چند اعدائے خلافت نے مرکزی کاروبار کو صدمہ پہنچانے اور خاصکر ہمارے اس سالانہ اجتماع کو بے رونق کرنیکی سر توڑ کوششیں کیں مگر تم نے خدا کے فضل سے انکے سارے معاندانہ منصوبوں کو نامراد رکھ کر اپنی پختگی ایمان کا پورا ثبوت دیا۔ مرحبا۔ صد مرحبا۔ جزاکم اللہ ۞

پیارے بھائیو۔ مکرم ومعظم بزرگو! آپ لوگ گو کہنے کو ہمارے چند روزہ مہمان ہیں لیکن مرکز کے ساتھ آپ کے زبردست تعلقات اس امر کے مقتضی ہیں کہ آپ اس مقدس سرزمین کو اپنا گھر ہی سمجھیں اور ہمیں اپنے خادم۔ ہم سب کے امام محترم ایدہ اللہ نے بھی بار بار یہی تاکید فرمائی ہے کہ آپ صاحبان کی مدارات میں ہم خادمانہ مستعدی۔ اخلاق اور اخلاص کا ثبوت دیں لیکن آپ جانتے ہیں جہاں ہزارہا مخلوق کا اجتماع ہوتا ہے وہاں حق میزبانی وخدمت ادا ہونا کتنا مشکل کام ہے۔ پس ہمیں امید ہے کہ آپ ہماری بشری کمزوریوں یا تقصیرات خدمت سے چشم پوشی فرمائینگے۔ اور اس اصل مدعائے دلی کو پیش نظر رکھینگے جو طرح طرح کی تکالیف وزیر باری گوارا کرکے کالے کوسوں سے آپکو یہاں کھینچ کے لایا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اپنے گھروں پر آپکو ہر طرح کا آرام ملتا ہے۔ جو یہاں کسی طرح میسر نہیں آسکتا۔ لیکن یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ لوگ اسجگہ دنیوی راحتوں اور سامان تعیش کی خاطر نہیں آئے۔ اسواسطے یہاں اگر آپکو ذرا بطور تکلیف بھی اُٹھانی پڑے تو وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے اسواسطے یقین ہے کہ آپکے لئے بہت سی برکات اور ثواب عظیم کا موجب ہوگی اور اسی لئے آپ اسے خوشی خوشی گوارا کرینگے۔ یہاں کے مختصر قیام میں آپکا مقصدِ اعظم امور ذیل کا اہتمام ہونا چاہیئے:۔ (۱) نماز باجماعت کا التزام (۲) حضرت فضل عمر کے کلمات طیبات اور دیگر بزرگانِ دین وملت کی مفید نصائح سے مستفید ہونا۔ (۳) باہم ربط واتحاد پیدا کرنا۔ (۴) جماعت کی بہبودی کے وسائل سوچنے میں خدام سلسلہ کو مدد دینا۔ (۵) ترقی اسلام اور کامیابی سلسلہ کیلئے بہت ہی درد دل سے دعائیں کرنا۔ (۶) غریب

[1] اقامت نماز کے وقت جب ہجوم خلائق مسجد مبارک میں جمع ہو نہیں سما سکتا تو گلیوں دوکانوں اور راستوں تک میں نمازی ہی نمازی نظر آتے ہیں اور ارض حرم کے چار مصلّوں کی حقیقت ظاہر کرنیوالا یہ نظارہ بھی ہر سال دیکھنے میں آتا ہے کہ قیام گاہوں پر جدا جدا جماعتیں بھی کرنی پڑتی ہیں۔ منہ ۞

تصفیہ شرائط کے متعلق پیغامی پارٹی سے گفتگو اور ہمارا سفر لاہور

الفضل کے معزز ناظرین کو یاد ہوگا کہ، جولائی ۱۵ء کو جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اپنے حلق کے متعلق ایک طبی مشورہ کے لئے لاہور تشریف لے گئے تھے۔ لاہور کے معزز احباب میں سے شیخ محمد امین صاحب ورمیاں چراغ الدین صاحب گورنمنٹ پنشنر نے مولوی محمد علی صاحب اور انکے موجودہ احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے ورود لاہور کی تقریب پر ایک دعوت پر بلانے کی تحریک کی تھی اور حضرت خلیفہ ثانی سے اس موقعہ پر مسائل متنازعہ کے متعلق ایک تقریر کرنیکی خواہش کی تھی جسکو حضرت خلیفہ ثانی نے منظور فرمایا تھا اور اسپر مولوی محمد علی صاحب اور انکے دوستوں کو ایک دعوت نامہ بھیجا گیا تھا جو درج ذیل ہے:۔

"مکرم معظم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بتقریب تشریف آوری حضرت خلیفہ ثانی ہم عاجزان نے چند احباب کو تناول ما حضر کے واسطے دعوت کی ہے اور خواہشمند ہیں کہ اس دعوت میں آپ بھی تشریف فرما ہوں کیونکہ اس موقعہ پر حضرت خلیفہ صاحب نے مسائل متنازعہ فیہا کے متعلق ایک تقریر فرمانا بھی منظور فرمایا ہے چونکہ یہ ایک بہت مبارک موقعہ ہے اس لئے ملتمس ہیں کہ آپ اس دعوت مسنونہ کو قبولیت کا شرف بخشکر مکان مبارک منزل پر تشریف لاکر مشکور فرمادیں ہمیں امید ہے کہ اس سے بہت برکات حاصل ہونگی۔" جو ہوتے ہوتے ایک پبلک جلسہ تقاریر کی شکل اختیار کر گیا تھا جس کے باضابطہ انعقاد کے لئے اسی وقت سے خط وکتابت کے ذریعہ تصفیہ شرائط کی کوشش جاری تھی لیکن کئی مہینے کی مسلسل خط وکتابت کے باوجود جب تصفیہ شرائط کی کوئی صورت فریق ثانی کیطرف سے نظر نہ آئی تو خاکسار نے (جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کیطرف سے تصفیہ شرائط کے واسطے مجاز تھا) ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کے نام (جو مولوی محمد علی صاحب کیطرف سے تصفیہ شرائط کے لئے مقرر کئے گئے تھے) مورخہ ۴۔ نومبر ۱۵ء کو مندرجہ ذیل خط لکھا:۔

"مکرم جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بسلسلہ خط وکتابت تصفیہ شرائط مجوزہ گزارش ہے کہ بجواب خط آنجناب کے مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۵ء کو جو رجسٹری شدہ چٹھی میری طرف سے آپکی بھیجی گئی تھی۔ اس کا جواب ابتک نہیں آیا۔ ایک مہینہ سے زاید عرصہ گذر چکا ہے۔ بہت انتظار کیا گیا مجبوراً آج عرض کرنا پڑا ہے کہ براہ مہربانی کوئی خاص تاریخ تصفیہ شرائط کے لئے مقرر فرمائیے تاکہ بالمشافہ خواہ تحریراً خواہ تقریراً جیسے آپکی مرضی ہوگی شرائط کا جلد تر تصفیہ ہو جائے بہت دیر ہو گئی ہے جلسہ سالانہ سر پر آگیا ہے اسپر احمدی جماعت کے لوگ جمع ہونگے اس موقعہ سے فائدہ اُٹھایا جاوے۔ نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کم ازکم جلسہ سالانہ سے کچھ عرصہ پیشتر ہی تمام شرائط اور انتظام متعلقہ کا بذریعہ اخبارات ورسائل اعلان ہو جائے تاکہ ان ایام میں جلسہ مجوزہ میں جماعت کا مجمع کثیر شریک ہو سکے اور نیز یہ بھی فائدہ ہوگا کہ قوم ایک بہت بڑی زیر باری سے بچ جائیگی۔ جو قوم کو اس صورت میں برداشت کرنی پڑیگی جو خدانخواستہ اگر اس موقعہ پر جلسہ مجوزہ نہ ہوسکنے کی وجہ سے دوبارہ آمد ورفت اور دیگر اخراجات کے سبب لازماً قوم کے عائد حال ہونگے ۔۔۔۔۔۔۔

... امید ہے کہ آپ میری اس عرضداشت پر پوری پوری اور فوری توجہ فرمائیں گے۔ اگر آپ کسی درمیانی مقام میں جو لاہور اور قادیان کے درمیان واقع ہو کسی طرح پر بھی تصفیہ شرائط کے لئے آنا منظور نہیں کر سکتے گو آپ کے اور ہمارے درمیان مکاناً سُوی کا ہونا تقاضائے انصاف ہے تو ہمکو یہ بھی منظور ہے کہ آپ جس مقام اور جس تاریخ پر چاہیں بلالیں ہم تصفیہ شرائط کے لئے جلد سے جلد آنے کو ہر طرح آمادہ ہیں غرض یہ ہے کہ آپکے تساہل سے اتنا وقت آپکی تجویز پر عمل کرنے سے گذر گیا ہے اور نتیجہ کچھ بھی نہیں ہوا للہ اب ایسا نہ ہو کہ ایام دسمبر کی تعطیلات اور جلسہ سالانہ کا موقع بھی ہاتھ سے چلا جاوے"

اور جب ڈاکٹر صاحب نے ۱۸۔ نومبر تک اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا تو میں نے ۱۸۔ نومبر ۱۵ء کو پھر مندرجہ ذیل مضمون کا ایک اور کارڈ لکھا:۔

از قادیان ۱۸۔ نومبر ۱۵ء

مکرم جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بسلسلہ تصفیہ شرائط مجوزہ ۳۰۔ ستمبر ۱۵ء کو جو چٹھی رجسٹرڈ آپ کی خدمت میں بھیجی گئی تھی ۴۔ نومبر تک اسکے جواب کا انتظار کیا گیا جب کوئی جواب نہ آیا تو پھر ۴۔ نومبر کو رجسٹرڈ خط بھیجا گیا کہ ۳۰ ستمبر کی رجسٹرڈ شدہ چٹھی کا جواب عنایت کیا جاوے آج ۱۸ نومبر ۱۹۱۵ء ہو گئی ہے اور اس وقت تک نہ ۳۰ ستمبر والے اور نہ ۴ نومبر والے یعنی ہر دو خطوط میں سے کسی کا بھی جواب نہیں آیا حالانکہ لاہور اور قادیان کے درمیان روزانہ ڈاک کا سلسلہ جاری ہے اور اتنے عرصہ میں کئی بار خطوط کا جواب آجا سکتا تھا۔ آج پھر رجسٹرڈ کارڈ ارسال خدمت کیا جاتا ہے کہ براہ مہربانی خطوط سابقہ کا جواب ارسال فرمادیں تاکہ رفع انتظار ہو"

اس پر دسمبر ۳۰۔ ستمبر و ۴ نومبر و ۱۸ نومبر کے خطوط کے متعلق، ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کا ایک خط (بلا تاریخ) ڈاک خانہ کی معرفت ۲۲۔ نومبر ۱۹۱۵ء کو مجھے قادیان میں ملا جس میں انہوں نے لکھا کہ "آپ کو ہم نے مورخہ ۹ جولائی ۱۵ء کو لکھا تھا کہ کوئی شرائط طے ہونے سے پہلے ذیل کے امور پر اتفاق ہونا ضروری ہے۔

(۱) تقریریں دونوں فریق کے ہر ایک فریق کا ایڈٹ کریگا۔

(۲) جلسہ جس میں تقریریں ہونگی عام جلسہ ہوگا جس میں ہر مذہب وملت کے لوگ شریک ہو سکتے ہیں۔

(۳) دونوں مسائل میں دعویٰ آپ کی طرف سے ہے اور پہل بھی آپنے کر کے ہم کو میاں صاحب کی تقریر سننے کے لئے بلایا ہے اس لئے ہماری طرف سے دونوں تقریروں میں جواب ہوگا یہ تینوں باتیں قطعی ہیں"۔ اور اس کے جواب میں آپنے اسی تحریر فرمایا تھا کہ اچھا بقول آپکے ہم ہی مدعی سہی اور ہم ہی جواب الجواب دینگے اور باقی آپ کے سب شرائط مندرجہ خطوط بھی منظور ہیں تشریف لائیے" لیکن اب آپ ان تینوں باتوں سے انکار کرتے ہیں اور اسی لئے جواب آپکے خطوط کا نہیں دیا گیا"۔

اس خط کے جواب میں ڈاکٹر صاحب کو لکھا گیا کہ آپ کی ان تینوں شرطوں میں سے کسی شرط کا ہم نے کبھی انکار نہیں کیا اور آپ کی یہ تینوں باتیں ہم کو منظور ہیں۔ براہ مہربانی ہمارے خط مورخہ ۴ نومبر ۱۵ء کا صاف صاف جواب عنایت کیجئے جس میں ہم نے لکھا ہے کہ کوئی خاص تاریخ تصفیہ شرائط کے لئے مقرر فرمائیے "تاکہ بالمشافہ خواہ تحریراً خواہ تقریراً جیسے آپ کی مرضی ہوگی شرائط کا جلد تر تصفیہ ہو جائے بہت دیر

ہو گئی ہے جلسہ سالانہ سر پر آگیا ہے اس پر احمدی جماعت کے لوگ جمع ہونگے اس موقع سے فائدہ اٹھایا جاوے" اس پر بہت سی ردو قدح کے بعد ۶ دسمبر ۱۵ء کو ڈاکٹر صاحب کا خط آیا کہ آپ ۷ اور ۱۱ دسمبر کے درمیان جس وقت چاہیں لاہور تشریف لائیں" جس کے مطابق میں اور میر محمد اسحاق صاحب ۸ دسمبر کو لاہور پہنچ گئے اور پہنچ کر ڈاکٹر صاحب کو چٹھی لکھی کہ ہم رات لاہور آ گئے ہیں اور قریشی صاحب پہلے سے یہاں موجود ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ شرائط کا فیصلہ فرما دیں۔

اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب کا رقعہ آیا کہ حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ اور مرزا خدا بخش کو مولوی محمد علی صاحب کے حکم سے مقرر کرتا ہوں آپ ان سے تحریری طور پر شرائط کا فیصلہ کر لیں اور آئندہ خط بھی انہی کو لکھیں (اور یہ پہلی بد اخلاقی ہے جو ڈاکٹر محمد حسین شاہ نے لاہور میں ہمارے ساتھ کی) اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب کو لکھا گیا کہ "یہ جو آپنے ارقام فرمایا ہے کہ آئندہ خط و کتابت حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ اور مرزا خدا بخش صاحب سے ہو تو یہ ہماری اور آپکی اس قرارداد کے خلاف ہے جس کی بنا پر آپنے ہم کو لاہور بلایا ہے کیونکہ آپ نے لکھا تھا کہ "میں چونکہ ملازم ہوں اور لاہور کو زیادہ دیر تک چھوڑ نہیں سکتا اس لئے میں اس شہر کو کسی اور شہر میں بیٹھ کر تحریراً فیصلہ شرائط منظور نہیں کر سکتا لاہور میں آپ تشریف لائیں تو بسم اللہ مجھے قبول ہے" جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ لاہور میں ہمارے ساتھ آپ بذات خود ہی تصفیہ شرائط کا کرینگے اگر اپنے سوا اوروں کے ذریعہ ہی تصفیہ شرائط کرانا آپ کو منظور ہوتا تو آپ ہم کو یہ ہرگز نہ لکھتے کہ میں لاہور کو بوجہ ملازمت کے چھوڑ نہیں سکتا پس جس قرارداد کے مطابق آپنے ہم کو لاہور بلایا ہے آپ ہی ہم سے گفتگو کریں" ہمارے اس رقعہ کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے پھر یہی لکھا کہ آپ شرائط کا فیصلہ مرزا خدا بخش صاحب اور حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ سے کر لیں اور میں جیسا کہ لکھ چکا ہوں اس گند سے جس میں آپ مجھے ڈالنا چاہتے ہیں دور ہی رہنا چاہتا ہوں آئندہ مجھکو مخاطب نہ کریں ورنہ جواب جاہلاں باشد خموشی ہی میں اس کا جواب ہوگا" ڈاکٹر صاحب کے عمدہ اخلاق کا یہ دوسرا نمونہ ہے)

اس پر ہم نے ڈاکٹر صاحب سے اعراض کیا اور مولوی محمد علی صاحب کو بالتفصیل لکھا کہ ڈاکٹر محمد حسین شاہ نے ہم کو اس طرح لاہور بلایا ہے اور جس قرارداد کے مطابق ہم لاہور آئے ہیں اس کے موافق وہ ہم سے تصفیہ شرائط نہیں کرتے۔ . . . .

. . . . چونکہ جو رقعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا قادیان سے ہم لائے ہیں وہ آپکے اور ڈاکٹر صاحب دونوں کے نام ہے اس لئے آپ بتائیں کہ آیا آپ اور ڈاکٹر صاحب ہمارے ساتھ فیصلہ شرائط کا کرنا چاہتے ہیں یا نہیں باقی رہے حکیم محمد حسین اور مرزا خدا بخش سو وہ بموجب تحریر ڈاکٹر صاحب ہمارے خطاب کے قابل نہیں کیونکہ ڈاکٹر صاحب ان کو اس گند کے مستحق سمجھتے ہیں جس سے وہ خود دور رہنا چاہتے ہیں (جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے انکو ایسا لکھا ہے) ہمارے اس خط کے جواب میں بجائے اس کے کہ مولوی محمد علی صاحب کا تصفیہ شرائط کے متعلق کوئی خط آتا رات کے ۸ بجے منشی دوست محمد ایڈیٹر پیغام صلح کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک رقعہ پہنچا کہ مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ جس صورت میں آپ ہمارے احباب کو قابل خطاب نہیں سمجھتے ہم آپ کو قابل خطاب نہیں سمجھتے (جس کو پڑھ کر ہم مولوی محمد علی کی بد اخلاقی پر حیرت زدہ ہو گئے) باوجود مولوی محمد علی کے ایسے بیہودہ جواب کے ہم نے اس خیال سے کہ کسی طرح تصفیہ شرائط کا ہو جائے۔ ان کے رقعہ کے جواب میں انکو مورخہ ۱۰۔ دسمبر بوقت ۷½ صبح پھر ایک چٹھی لکھی کہ اگر آپ حکیم محمد حسین اور مرزا خدا بخش کو ہی تصفیہ شرائط کے لئے مقرر کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو یہ بھی منظور ہے لیکن مولوی محمد علی صاحب نے اس چٹھی کو نہ لیا۔ اور لفافہ لینے سے انکار کر دیا (امیر پیام کی ہمارے ساتھ یہ دوسری مہربانی ہے) امیر پیام کے اس حسن سلوک کے بعد تصفیہ شرائط کے لئے کسی مزید کوشش کی ضرورت نہ تھی لیکن پھر بھی ہم نے یہ تدبیر نکالی کہ حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ اور مرزا خدا بخش کے نام ایک چٹھی بھیجی جس کے ہمراہ مولوی محمد علی صاحب کے نام کی جو چٹھی تھی اور جس کو انہوں نے واپس کر دیا تھا وہ بھی بھیجدی اور ان کو لکھا کہ کوئی صورت نہ دیکھکر آپ کی خدمت میں اس خط کے ساتھ وہ خط ارسال کیا جاتا ہے جو مولوی محمد علی کے نام آج صبح بھیجا گیا تھا اور انہوں نے بغیر پڑھنے کے ہی واپس کر دیا غرض اس سے یہ ہے کہ آپ مولوی محمد علی صاحب کو یہ خط پڑھا دیں اور ان سے اپنے اور مرزا خدا بخش کے حق میں باضابطہ تصفیہ شرائط کا تحریری اختیار لیکر اگر چاہیں تو ہمارے ساتھ تصفیہ شرائط کا فرمالیں اگر آپ کا کوئی جواب مولوی محمد علی صاحب کے مشورہ کرنے کے بعد ۱۲ بجے دن تک نہ آیا تو آج شام کی گاڑی ہم قادیان واپس چلے جائینگے۔ ہمارے اس رقعہ کے جواب میں بمشورہ مولوی محمد علی حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ کا۔ ایک رقعہ خاکسار (فضل الدین) کے نام آیا کہ تم غیر مہذب ہو تم سے ہم کوئی تصفیہ نہیں کرنا چاہتے" جس سے ہم نے سمجھا کہ ان لوگوں نے گریز کی یہ ایک نئی راہ نکالی ہے اس لئے میر محمد اسحاق صاحب (جو میرے رفیق تھے) مولوی محمد علی صاحب کو لکھا کہ آپنے یا آپ کا قائمقام مجھ سے اور حکیم محمد حسین صاحب قریشی سے بھی تصفیہ شرائط کرنے پر راضی ہے یا نہیں۔ غرض اس سے یہ تھی کہ کسی طرح ہی یہ لوگ تصفیہ شرائط کے لئے آمادہ ہوں۔ مولوی محمد علی صاحب نے جن کے اخلاق کا نہایت بلند پایہ ہے میر صاحب کے رقعہ کا تحریراً تو کوئی جواب نہ دیا لیکن کوئی مفر نہ پاکر عملاً یہ کیا کہ (ڈاکٹر صاحب کی بجائے پہلی قرارداد کے خلاف) مرزا خدا بخش اور حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ کو مقرر کیا (جنہوں نے پہلے رقعہ میں ہی بیجا کلمات لکھنے شروع کر دیئے) کہ یہ ہم سے درباره شرائط تحریری گفتگو کریں۔ چونکہ ہم جانتے تھے کہ فریق ثانی نے مرزا خدا بخش کے تقرر میں ایک خاص خفی غرض رکھی ہے اور مرزا صاحب کی نسبت از راہ دھوکا دہی یہ بیان کرتے ہیں کہ وہ مبائع ہیں حالانکہ الفضل میں شائع ہو چکا ہے کہ وہ لاہوری پارٹی میں ہیں اس لئے ۵ بجے شام کے قریب جب ہم تصفیہ شرائط کے لئے مرہم عیسیٰ کے مکان پر جمع ہوئے تو ہم نے مرزا خدا بخش اور حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ کو کہا کہ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ مرزا خدا بخش مبائع ہیں حالانکہ ہم انکو غیر مبائع جانتے ہیں۔ اس لئے اول یہ تحریر ہو جائے کہ مرزا صاحب کی حیثیت مبائع اور غیر مبائع ہونے کے نقطہ خیال سے کسی فریق کو شرائط طے ہو جانے یا نہ ہونے کی دونوں صورتوں میں کسی

قسم کا فائدہ اٹھانے کا حق نہ ہوگا فریق ثانی نے بار بار یہی جواب دیا کہ ہم اس امر کے متعلق کچھ بھی لکھنا نہیں دینا چاہتے بلکہ بمشورہ مولوی محمد علی صاحب انہوں نے ہم کو یہ تحریر کر دیا کہ اگر اسی نقطہ خیال سے حضرت میاں صاحب کسی ایسے شخص کو جو غیر مبائع ہو اپنی طرف سے شرائط کے طے کرنے کے لئے مقرر کریں تو ہم بھی اعتراض نہ کریں گے جس کا صاف مطلب یہ تھا کہ انہوں نے دل میں یہ رکھا ہوا تھا کہ اگر شرائط طے نہ ہوئے تو ہم یہ کہہ دینگے کہ ہم نے تو ہر طرح فریق مبائع کو سہولت دی حتیٰ کہ انہی میں سے ایک مبائع کو تصفیہ شرائط کے واسطے پیش کیا مگر انہوں نے پھر بھی تصفیہ شرائط نہیں کیا اور اگر ہمارے برخلاف کوئی بات پیدا ہو گئی تو ہم کہدیں گے کہ مرزا صاحب مبائع تھے یہ ان کی شمولیت کا نتیجہ ہے۔ ہر چند ہم نے کوشش کی کہ یہ تنازع رفع ہو جائے لیکن جب فریق ثانی کسی بات پر نہ آیا تو ہم نے اس بات کو بھی ترک کر دینا مناسب سمجھا اور لکھا کہ اچھا شرائط پر ہی گفتگو کریں اس پر طے ہوا کہ کل ۱۲ دسمبر کو ۱۰ بجے صبح کے بعد گفتگو شروع ہو حسب اقرار داد فریقین ۱۲ دسمبر کو بوقت ۱۱ بجے دن ڈاکٹر محمد حسین شاہ اور ان کی مجلس شوریٰ کے ۱۰ جولائی کے پیش کردہ مسودہ پر (جس کے متعلق ہم کو تحریری طور پر اختیار دیا گیا تھا کہ جو اعتراض آپ کو اس مسودہ پر ہوں پیش کریں) تحریری گفتگو شروع ہوئی فریق ثانی کے مقرر کردہ آدمیوں (حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ اور مرزا خدا بخش) نے بجائے ترتیب وار گفتگو کرنے کے یہ چاہا کہ سب سے پہلے مسودہ کی شرائط نمبر ۲ و ۴ و ۹ و ۱۴ پر گفتگو ہو۔ مسودہ کی شرط نمبر ۱۴ جو جلسہ مجوزہ کے انعقاد کی تاریخوں کے متعلق تھی اس کے متعلق ہم نے یہ جواب دیا کہ اس پر ہم کو کوئی اعتراض نہیں البتہ یہ بات کہ جلسہ مجوزہ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰ دسمبر کو منعقد ہو یا ایسٹر کی تعطیلات میں اس کی تعیین ہم دیگر شرائط کے تصفیہ ہو جانے کے بعد بلا تنازعہ کر دیں گے مزید بحث اس پر نہ ہوگی۔ اور شرط نمبر ۲ جو اخراجات پولیس کے متعلق تھی اس کا ہم نے یہ جواب دیا کہ یہ ہم کو منظور ہے۔ مسودہ کی شرط نمبر ۹ جس کا یہ منشا ہے عام جلسہ کے علاوہ روزانہ ایک خاص اور پرائیویٹ جلسہ ۲ ۱/۲ گھنٹے ہوا کرے جس میں ہر مقرر اپنی تقریر آہستگی سے دو کاتبوں کو جو فریقین کی طرف سے لکھنے والے ہوں لکھواتا جاوے اور بعد اختتام تقریر کا مقابلہ ہو کر دونوں تحریروں پر مقرروں اور میر مجلسوں کے دستخط ہوں اور پھر شام کو فریقین کے یہ دو پرچے پبلک جلسہ میں سنائے جائیں" اس پر ہماری طرف سے فریقین کی سابقہ خط و کتابت کے بہت سے حوالے پیش کر کے بتایا گیا کہ چونکہ بہت سی رد و قدح کے بعد فریقین میں ابتدا میں ہی یہ قطعی فیصلہ ہو چکا ہے کہ پبلک جلسہ میں فریقین کی طرف سے تقریریں ہونگی نہ تحریریں۔ اس لئے آپ کی یہ نئی تجویز کہ پبلک جلسہ میں فریقین کی طرف سے تحریریں پڑھی جاویں جو کہ پہلے ایک خاص اور پرائیویٹ جلسہ میں کاتبوں کے ذریعہ قلمبند کی جائیں اب پیش نہیں ہو سکتی اور اگر اس طرح فیصلہ شدہ شرطوں پر دوبارہ گفتگو شروع ہو گئی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو شرائط اس وقت تک خط و کتابت کے ذریعہ ڈاکٹر صاحب سے اتنی مدت میں طے ہوئی ہیں وہ سب منسوخ ہو جائیں گی۔ اور شرط نمبر ۴ جو کہ غیر احمدیوں کی شمولیت جلسہ کے متعلق تھی اس کے بارہ میں لکھا گیا کہ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ جو خط و کتابت پہلے ہو چکی ہے اس کو دیکھ لیں اس میں ہم نے مفصل تحریر کر دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ تحریک چونکہ آپ کی طرف سے ہے کہ اس جلسہ میں غیر احمدی بھی ضرور شامل ہوں اس لئے ہم آپ کو اجازت دیتے ہیں کہ ان لوگوں کو آپ بیشک شامل جلسہ کریں اور اپنے حلقہ میں بٹھا دیں ہم کو نہ جلسہ عام ہونے سے انکار ہے اور نہ غیر احمدیوں کی شمولیت سے۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ ہم انکو اپنے حلقہ میں نہ بٹھائیں گے کیونکہ ہمارے نزدیک جن مسائل پر اس جلسہ میں تقریریں ہونی قرار پائی ہیں ان میں اصولاً غیر احمدیوں کی شمولیت ٹھیک

لہ ملاحظہ ہو ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کا خط مورخہ ۹ جولائی جس میں انہوں نے ہمکو لکھا ہے کہ یہ تینوں باتیں قطعی ہیں (۱) تقریریں دونوں فریق کے ہر ایک فریق کا امیر کریگا (۲) جلسہ جس میں تقریریں ہونگی عام جلسہ ہوگا (۳) مدعی میاں صاحب ہونگے۔ اور مجیب مولوی محمد علی۔

نہیں ہے ان میں ایک مسئلہ کفر و اسلام بھی ہے جن میں غیر احمدیوں پر اثر ایک ہونگے جن کو وہ طبعاً برداشت نہیں کر سکیں گے لیکن ہم آپ کو منع نہیں کرنا چاہتے آپ اپنی ذمہ داری پر اپنے حلقہ میں جس کو چاہیں بلالیں ہم اپنے فریق کے ذمہ دار ہونگے اور آپ اپنے فریق کے۔

ہمارے اعتراضات متعلقہ شرط نمبر ۲ و ۹ کا فریق ثانی کے مقرر کردہ آدمیوں سے جب کوئی جواب بن نہ آیا تو انہوں نے یہ بہانہ بنایا کہ مجوزہ جلسہ میں تقریریں کرنے کا فیصلہ اس وقت ہوا تھا جبکہ پرائیویٹ جلسہ کی تجویز تھی چونکہ اب ایک پبلک جلسہ کی فریقین نے منظوری دیدی ہے اس لئے سابقہ قرار داد خود بخود منسوخ ہو گئی ہے اور لکھا کہ چونکہ آپ پبلک جلسہ میں تحریری پرچوں کے پڑھے سے اتفاق نہیں کرتے اس لئے ہم آئندہ تصفیہ شرائط گفتگو قطعی طور پر بند کرتے ہیں۔

اس کے جواب میں ہم نے لکھا کہ آپ اپنے مسودہ شرائط کی دفعات نمبر ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ وغیرہ پڑھیں [illegible] بروئے دفعہ ۴ وغیرہ جلسہ عام ہی میں تقریریں کرنے کا فیصلہ ہے نہ کہ کسی پرائیویٹ اور خاص جلسہ میں مسودہ جو آپ کی مجلس شوریٰ نے ۱۰ جولائی کو پیش کیا تھا کسی پرائیویٹ جلسہ کے متعلق نہ تھا بلکہ عام اور پبلک جلسہ کے ہی متعلق تھا اور توجہ دلائی کہ آپ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کا خط مورخہ ۹ جولائی وغیرہ بھی دیکھیں کہ ان میں یہ باتیں قطعی طور پر فیصلہ ہو چکی ہیں۔

جب فریق ثانی کے مقرر کردہ آدمیوں نے دیکھا کہ اب کوئی عذر کارگر نہیں ہوتا تو دوبارہ پھر قطعی طور پر تصفیہ شرائط کے متعلق گفتگو کرنا بند کر دیا۔ اور اسی وقت ۱۲ دسمبر ۵ بجے شام کو انہوں نے کہدیا کہ اب کوئی گفتگو تصفیہ شرائط کے متعلق نہ ہوگی جس کے بعد فریق ثانی کے آدمی احمدیہ بلڈنگ میں چلے گئے اور ہم صبح واپس قادیان کو آنے کی نیت سے شہر میں خرید فروخت کی غرض سے چلے گئے جب ہم شہر سے لوٹ کر رات کو واپس اپنے قیام گاہ پر آئے تو معلوم ہوا کہ فریق ثانی کے آدمیوں میں سے حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ نہایت مضطربانہ حالت میں ایک

تحریر لیکر ہمارے پیچھے آیا تھا اور جب اس نے ہم کو قیام گاہ پر موجود نہ پایا تو قریشی صاحب کے مکان پر پہنچا جس کی وجہ بعد میں یہ معلوم ہوئی کہ جب مرزا خدا بخش اور حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ ہمارے ساتھ تصفیہ شرائط کے متعلق آئندہ گفتگو کرنا قطعی طور پر بند کر کے احمدیہ بلڈنگ پہنچے اور وہاں جا کر اپنی سرگذشت سنائی اور پیغامیوں کو صاف ظاہر ہو گیا کہ یہ قرار کر کے آئے ہیں اور ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ جو وجوہات متعلق شرط ۹ و ۱۴ مبائعین کی طرف سے بیان ہوئے ہیں ان کا بھی ہمارے پاس کوئی جواب نہیں، در مرزا خدا بخش و حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ کی غلطی ہے کہ انہوں نے یہ لکھ دیا ہے کہ پہلے پرائیویٹ جلسہ کی تجویز تھی اور اس میں تقریریں کرنے کا فیصلہ تھا اور اب پبلک جلسہ کی تجویز ہے اور بدین وجہ شرط ۹ کا فیصلہ منسوخ ہو گیا ہے تو پیامیوں نے یہ تجویز کی کہ کسی طرح ہماری روانگی لاہور سے پہلے دوبارہ تصفیہ شرائط کے متعلق گفتگو شروع ہو جاوے تاکہ ایسا نہ ہو کہ پیامیوں کے گریز کی تشہیر ہو جاوے بہر صورت ½۱۱ بجے رات کے حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ نے ایک تحریر ہمارے سامنے پیش کی جس میں لکھا تھا کہ آج ۵ بجے شام کو تصفیہ شرائط نہ ہونے کی وجہ سے ہم نے آئندہ گفتگو کرنی بند کر دی تھی اور اٹھتے وقت کہدیا تھا کہ اب اس کے بعد تصفیہ شرائط کی کارروائی ہماری طرف سے بند ہے اب یہ خیال کر کے کہ کسی طرح یہ جلسہ ہو جاوے ہم ایک تجویز پیش کرتے ہیں جو منسلک چٹھی ہذا ہے آپ کو اس کا لینا منظور ہے یا نہیں اس کے جواب میں اسی وقت رات کو ہم نے حکیم مرہم عیسیٰ کو لکھا کہ آپ نے شام کو جبکہ ہمیں کہدیا تھا کہ آپ آئندہ کارروائی بند کرتے ہیں تو ہم صبح واپس قادیان جانے کو تھے کہ اس وقت آپ کا رقعہ پہنچا ہے کہ آپ ایک تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں اور آیا ہم کو اس تجویز کا لینا منظور ہے یا نہیں بجواب عرض ہے کہ ایک تو اس رقعہ پر مرزا خدا بخش کے دستخط نہیں ہیں جو آپ کے دوسرے رفیق تھے دوسرے جب کارروائی ختم ہو چکی ہے اور اب آپ دوبارہ کارروائی شروع کرنا چاہتے ہیں تو کیا آپ ایسی تجویز کے پیش کرنے کا مولوی محمد علی صاحب نے اختیار دیدیا ہے نیز لازم ہے کہ آپ جو تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں اس کو بھی ایسے عمدہ اور مناسب الفاظ میں پیش کریں تا باہم تو تو میں میں تک نوبت نہ پہنچے اگر آپ کوئی بھی ایسی تجویز جو پہلی قرار دادوں کے خلاف نہ ہو پیش کریں تو ہم کو اس کے لینے میں انکار نہ ہوگا اور ہم آپ کی خاطر لاہور اور ٹھہر جاوینگے چونکہ آپ نے اس تجویز کو مناسب الفاظ میں پیش نہیں کیا اور لہجہ اس کا اچھا نہیں اس لئے یہ واپس ہے آپ اس کو جب درست الفاظ میں لکھکر پیش کرینگے تو ہم غور کر کے جواب دے سکینگے کہ آیا آپ کی پیش کردہ تجویز کسی پہلی قرار داد کے تو مخالف نہیں ہے اگر ایسا ہوگا تو ہم آپ کی تجویز کو لینگے اور دوبارہ گفتگو شروع کرنے میں عذر نہ ہوگا اور یہ بھی لکھا کہ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ آپ ہماری خواہش پر محدود تعداد کے آدمی شامل جلسہ کرنے پر راضی ہیں تو صحیح نہیں ہے ہماری طرف سے کوئی ایسی خواہش آپ کے سامنے پیش نہیں کی گئی اس چٹھی میں ہم نے یہ بھی نوٹ کر دیا تھا کہ ۱۰ بجے دن کی گاڑی سے پہلے پہلے جو جواب دینا ہو دیں ورنہ دس بجے کی گاڑی ہم لاہور سے واپس قادیان چلے جاوینگے اس پر صبح ۸ بجے ۱۳۔ دسمبر کو مرہم عیسیٰ کا ایک رقعہ آیا کہ دس بجے تک جو وقت آپ نے مقرر کیا ہے یہ تنگ ہے ۱۱ بجے تک آپ ہمارا انتظار کریں ہم نے یہ سمجھکر کہ یہ لوگ محض ہمارا وقت ضائع کرتے ہیں دس بجے دن کی گاڑی پر آنے کی طیاری شروع کر دی اور بستر وغیرہ باندھ رہے تھے کہ حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ اور مرزا خدا بخش آ گئے اور انہوں نے آ کر ہمارے سامنے ایک تحریر پیش کی جس میں انہوں نے پھر وہی بات لکھی تھی جس کی گذشتہ رات کو ہم نے ان الفاظ میں تردید کر دی تھی کہ ہماری کوئی ایسی خواہش آپ کے سامنے پیش نہیں کی گئی جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہو کہ آپ ہماری خواہش پر محدود تعداد کے آدمی شامل جلسہ کریں اس کے علاوہ مرزا خدا بخش اور حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ کی اس تحریر میں برخلاف اس قطعی قرار داد کے جو ۹ رجولائی اور اس کے بعد کی خط و کتابت کے ذریعہ ہمارے اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کے درمیان فیصلہ پا چکی تھی۔ یہ لکھا تھا کہ خدا کے واسطے۔ دین اسلام کے واسطے اور جناب مسیح موعود و خلیفہ برحق کے واسطے ہماری اس تجویز کو منظور کر لیں جو شرط ۱۴ میں ہم نے پبلک جلسہ کے علاوہ ایک خاص اور پرائیویٹ جلسہ کی کی ہے کہ اس میں ہر روز ½۲ گھنٹے ہر مقرر اپنی تقریر آہستگی سے دو کاتبوں کو لکھوائے اور بعد اختتام تقریر کا مقابلہ ہو کر دونوں تحریروں پر مقرروں اور میر مجلسوں کے دستخط ہو کر شام کو فریقین کے صرف تحریری پرچے پبلک جلسہ میں سنائے جاویں اور کوئی تقریر نہ ہو۔“

اس تحریر کو پڑھکر ہم لوگ حیران ہو گئے کہ یہ کس قسم کے چالاک لوگ ہیں کہ پہلی تجویز جو تقریروں کے محفوظ کرنے کے متعلق ہمارے مسودہ کی شرط ۹ میں درج ہے اس پر تو بحث نہیں کرتے اور ایسی ایسی تجویزیں پیش کرتے ہیں کہ جو پہلی قرار دادوں کے خلاف ہیں۔ ہمارے مسودہ کی شرط ۹ یہ ہے کہ ”مقرر کی تقریر بالفاظ چار آدمی قلمبند کرتے جاوینگے جن میں سے دو دو آدمی ہر ایک فریق کے ہونگے روزانہ تقریروں کے ختم ہونے کے بعد تقریروں کو قلمبند کرنے والے محرر بعد برخاست ہونے مجلس تقاریر کے بموجودگی ہر فریق کے میر مجلس کے باہم تقریروں کا مقابلہ کرینگے اور بعد مقابلہ کے آخر میں ہر چار محرر ہر ایک مقابلہ شدہ تقریر پر دستخط کرینگے اور دوسرے روز آغاز تقاریر سے پہلے ان مقابلہ شدہ تقریروں پر دونوں مقررین اور میر مجلسوں کے دستخط ہو جایا کرینگے اس کے بعد ان محرروں کے لکھے ہوئے نوٹ مصدقہ تقریریں سمجھی جاوینگی۔“

چونکہ ½۱۱ بجے رات کے رقعہ میں ہماری طرف سے یہی وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر آپ ایسی کوئی تجویز پیش کریں جو پہلی باہمی قرار داد کے خلاف نہ ہو تو ہم کو اس کے لینے میں عذر نہ ہوگا اور صبح ان لوگوں نے کوئی ایسی تجویز پیش نہ کی بلکہ پہلی باتوں کو ہی دوبارہ پیش کرنا شروع کر دیا تو ہم نے اس سے زیادہ لاہور میں ٹھہرنا غیر ضروری سمجھا۔ البتہ یہ خیال کر کے کہ پہلی گفتگو کے ختم کرنے کے بعد یہ لوگ اور موقع گفتگو کا چاہتے ہیں

ان کو بجواب ان کے اس ۱۳ دسمبر کی صبح کے رقعہ کے بوقت $\frac{1}{2}$ ۱ دن کے ہم نے روانگی لاہور سے پہلے یہ لکھ بھیجا کہ "باوجودیکہ آپ کے تصفیہ شرائط کے متعلق کل شام سے گفتگو ختم کر چکے ہیں اور آئندہ کارروائی ہونا بند ہو چکی ہے تو بھی ہم آپ کو ایک اور موقعہ تصفیہ شرائط کا دیتے ہیں کہ آپ جلسہ سالانہ کے بعد جنوری میں کوئی تاریخ مقرر کر کے امرتسر میں آجاویں چونکہ ہم کو قادیان سے لاہور آئے چھ سات دن ہو گئے ہیں اور اب ہم اس سے زیادہ یہاں نہیں ٹھہر سکتے لاہور میں کوئی گفتگو نہیں ہو سکتی ہماری طرف سے یہ ایک خاص رعایت ہے کہ ہم نے پیام پارٹی کے قائمقاموں کو تصفیہ شرائط پر گفتگو کرنے کے لئے ایک اور مزید موقع دے دیا ہے جس سے ہماری یہ غرض ہے کہ کسی طرح یہ لوگ جلسہ تقاریر مجوزہ پر آمادہ ہوں ورنہ یہ لوگ تو اپنی طرف سے ۱۲ دسمبر کی شام کو ہی شرائط پر گفتگو قطعی طور پر بند کر چکے تھے اور ہمارا حق تھا کہ اس کے بعد ہم ان کے فرار کا اعلان کرتے اور انکو کوئی موقعہ مزید گفتگو کا نہ دیتے۔ جب ہم نے پیام پارٹی کے قائمقاموں کی درخواست کو قبول کر لیا اور امرتسر آکر دوبارہ گفتگو کرنے کا انکو موقع دیدیا تو ہو سکتا تھا کہ لاہور میں ہی حرج کر کے ہم اور ٹھہر جاتے اور وہاں ہی پیامیوں کو دوبارہ گفتگو کرنے کا موقع دے دیتے لیکن اتنے دن کی گفتگو کے تجربہ سے یہ بالکل ناممکن نظر آرہا تھا کہ جلسہ سالانہ سے پیشتر جلد شرائط کا تصفیہ ہو جاوے اور کوئی صورت اس جلسہ مجوزہ تقاریر کی دسمبر کی ۲۸ - ۲۹ - ۳۰ میں ہو سکے اس لئے ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ جب جلسہ سالانہ سے پہلے نہ یہ کوئی امید ہے کہ تصفیہ جلد شرائط کا ہو سکے اور نہ دسمبر کی مذکورہ بالا تواریخ میں انعقاد جلسہ مجوزہ کی کوئی تدبیر ممکن ہے اور بہر حال جلسہ مجوزہ ایسٹر کی تعطیلات پر ملتوی ہوتا ہے جیسے کہ پیامی قائمقاموں کی پیش کردہ شرط میں تھا تو کیوں ہم لاہور ٹھہر کر اور وقت ضائع کریں اور اپنے بہت سے ضروری کاموں کا حرج کریں جن کو درمیان ہی میں چھوڑ کر ڈاکٹر محمد حسین شاہ کے بلانے پر قادیان سے ہم چلے گئے تھے۔ لاہور ٹھہرنے میں اس طرح بھی تضیع اوقات تھی کہ فریق ثانی کے قائمقام دوسرے کاموں کے لئے گھروں میں بیٹھے رہتے اور سوائے چند گھنٹوں کی گفتگو کے ہمارا سارا وقت ضائع کرتے حالانکہ ہمکو لاہور میں سوائے اس کے اور کوئی کام نہ تھا ایک مشکل یہ بھی دیکھی کہ پیام پارٹی کے ایلچی بار بار احمدیہ بلڈنگز سے آتے اور مجلس تصفیہ شرائط کی باتیں امیر پیام وغیرہ کو جا کر سناتے اور وہاں سے نئے نئے مشورے لاتے۔ ان سب باتوں پر نظر کر کے ہم نے یہی فیصلہ کیا کہ جلسہ سالانہ کے بعد یہ لاہور سے چلکر اور ہم قادیان سے چلکر کسی تاریخ مقررہ پر امرتسر اکٹھے ہوں جو کہ مکانا سوئی ہے اور وہاں انکو تصفیہ شرائط کی مزید گفتگو کا موقعہ دیا جاوے۔ امرتسر میں آکر گفتگو کرنے کی ایک وجہ ترک یہ بھی ہوئی کہ جس قرارداد کے مطابق ہم قادیان سے چلکر لاہور پہنچے تھے وہ یہ تھی کہ اولاً ہم نے ڈاکٹر محمد حسین شاہ کو لکھا تھا کہ آپ امرتسر آکر ہم سے تصفیہ شرائط کا کریں اور انہوں نے یہ جواب دیا تھا کہ میں بوجہ ملازمت کے چونکہ لاہور کو نہیں چھوڑ سکتا آپ یہاں آجاویں یہاں گفتگو کر لیں گے جس کا منشا تھا کہ وہ ہم سے بذات خود گفتگو کریں گے لیکن جب انہوں نے اس سے ... کیا اور انہوں نے ایسے آدمی مقرر کئے جو امرتسر آکر گفتگو کر سکتے تھے تو ہم نے ضروری سمجھا کہ کم از کم اس دوسرے موقع میں تو انکو امرتسر بلائیں تاکہ ان کو تصفیہ شرائط کا خیال پیدا ہو۔

خاکسار فضل الدین۔

تتمہ مضمون

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم

میرے مضمون "سفر لاہور بغرض تصفیہ شرائط کی روئداد" کے آخر میں یہ چند سطور بھی لکھوا دیں۔ کہ پیام پارٹی کے قائمقاموں حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ اور مرزا خدا بخش کو جو رعایتی رقعہ امرتسر آکر تصفیہ شرائط کرنے کا ۱۳ دسمبر کو بوقت $\frac{1}{2}$ ۱ دن کے ہماری طرف سے بوقت روانگی از لاہور لکھا گیا تھا اس کا جواب بھی ان کی طرف سے آگیا ہے۔ اس میں انہوں نے پھر اسی بات پر زور دیا ہے کہ پبلک جلسہ میں تقریریں نہ ہوں بلکہ تقریریں ایک پرائیویٹ اور خاص جلسہ میں ہوں جس میں خود بدولت جناب مولوی محمد علی صاحب امیر پیام اطمینان کے ساتھ آہستہ آہستہ بلا خوف بول سکیں۔ اور ہر روز $\frac{1}{2}$ ۲ گھنٹے تک جلسہ ہو اور شام کے وقت پبلک جلسہ میں صرف وہ مسودے یا پرچے فریقین کی تقریر کے پڑھ دیئے جایا کریں جنکو پرائیویٹ جلسہ میں فریقین کے کاتب لکھیں۔ سو پیامیوں کے اس خط کا جواب ان کے حسب المراد ہماری طرف سے یہ لکھدیا گیا کہ اچھا اگر مولوی محمد علی صاحب کو پبلک جلسہ میں تقریر کرنے سے ڈر لگتا ہے تو محدود جلسہ بھی ہم کو منظور ہے اگرچہ یہ اس قرارداد قطعی کے برخلاف ہے جو ہمارے اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کے درمیان ۹ جولائی کو طے ہو چکی ہوئی ہے کہ تقریریں فریقین کے امیر پبلک اور عام جلسہ میں کرینگے امید ہے کہ پیامی پارٹی اپنے امیر کو پبلک جلسہ میں نہیں تو محدود جلسہ میں تو تقریریں کرنے پر آمادہ کریگی کیونکہ اصل خوف پیامیوں کو یہی لاحق ہے کہ امیر پیام پبلک اور عام جلسہ میں تقریر کرنے سے معذور ہیں۔

خاکسار فضل الدین لنذ قادیان۔

پیام کی شائع کردہ چٹھی کی اصل کیفیت

ہمارے لاہور سے چلے آنے کے بعد پیام لاہور میں ایک مضمون بعنوان "جماعت محمودیہ کا مناظرہ سے فرار" شائع ہوا ہے جس میں پیامی مرزا خدا بخش اور حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ غیر مبائعین کی ایک چٹھی چھاپی ہے جس کی اصل کیفیت یہ ہے کہ ۱۲ دسمبر ۵ بجے شام کو پیامی پارٹی کے یہ دونوں قائمقام جب لاجواب ہو کر تصفیہ شرائط کے متعلق آئندہ گفتگو بند کر کے احمدیہ بلڈنگز میں پہنچے اور وہاں جا کر فریقین کی تحریریں امیر پیام اور اس کے ساتھیوں کو بتائیں تو انکو معلوم ہو گیا کہ مرزا خدا بخش و حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ سخت شکست کھا کر آئے ہیں اس واسطے ان سب کا منشا ہوا کہ ہماری روانگی از لاہور سے پہلے پہلے (جو صبح دس بجے ہونی تھی) کسی طرح دوبارہ گفتگو شروع ہو جائے تاکہ ایسا نہ ہو کہ پیام پارٹی کے فرار کی تشہیر ہو جائے اور سب لوگ ان پر پھٹکار کریں اس لئے انہوں نے یہ

تدبیر کی کہ رات کے ۱۱ بجے ۱۲ دسمبر کو میاں چراغدین صاحب کے مکان پر آکر جہاں ہم ٹھہرے تھے انہوں نے ہمارے سامنے ایک درخواست پیش کی جس کے ساتھ یہ چٹھی بھی منسلک تھی جو انہوں نے پیغام میں شائع کی ہے درخواست یہ تھی "بخدمت میر محمد اسحاق صاحب السلام علیکم آج ۵ بجے شام کو تصفیہ شرائط نہ ہونے کی وجہ سے ہم نے آئندہ گفتگو کرنی بند کر دی تھی اور اٹھتے وقت کہدیا تھا کہ اب اس کے بعد تصفیہ شرائط کی کارروائی ہماری طرف سے بند ہے اب یہ خیال کر کے کہ کسی طرح یہ جلسہ ہو جاوے ہم ایک تجویز پیش کرتے ہیں جو منسلک چٹھی ہذا ہے آپکو اس کا ماننا منظور ہے یا نہیں" چونکہ مقصود ہمکو یہ تھا کہ مجوزہ **پبلک جلسہ تقاریر** کے انعقاد کے شرائط طے ہوں نہ یہ کہ پیامی ہم سے بھاگ گئے ہیں اس لئے ہم نے اسی وقت ۱۱½ بجے رات کو ان کی اس درخواست کا جواب حکیم محمد حسین مرہم عیسی کو لکھ بھیجا کہ "آپنے شام کو جب ہمیں کہدیا تھا کہ آئندہ اب کارروائی بند کرتے ہیں تو ہم **صبح قادیان واپس جانے** کو تھے کہ اس وقت آپ کا رقعہ پہنچا ہے بجواب اس کے عرض ہے کہ جب کارروائی ختم ہو چکی ہے اور اب آپ دوبارہ کارروائی شروع کرنا چاہتے ہیں تو کیا آپکو ایسی تجویز کرنے کا مولوی محمد علی صاحب نے اختیار دیا ہے؟ نیز لازم ہے کہ جو تجویز آپ پیش کرنا چاہتے ہیں اس کو عمدہ اور مناسب الفاظ میں پیش کریں تاکہ آپس میں تو تو میں میں تک نوبت نہ پہنچے اگر آپ کوئی بھی ایسی تجویز جو پہلی باہمی قرارداد کے خلاف نہ ہو پیش کریں تو ہم کو اس کے ماننے میں انکار نہ ہوگا اور نہ **دوبارہ گفتگو** شروع کرنے میں عذر ہوگا اور ہم آپ کی خاطر لاہور اور ٹھہر جاویں گے۔ چونکہ آپنے اس تجویز کو مناسب الفاظ میں پیش نہیں کیا اور لہجہ اسکا اچھا نہیں ہے اس لئے واپس ہے۔ دوم آپنے لکھا ہے کہ آپ ہماری خواہش پر محدود تعداد کے آدمی شامل جلسہ کرنے پر راضی ہیں تو یہ صحیح نہیں ہے ہماری طرف سے کوئی ایسی خواہش آپکے سامنے پیش نہیں کی گئی۔ ہم نے اس خط میں یہ بھی تحریر کر دیا تھا کہ دس بجے دن کی گاڑی سے پہلے پہلے جو تجویز پیش کرنی ہو کریں۔ ہمارے رات اس رقعہ کے جواب میں ۱۳ دسمبر بوقت ۱۰ بجے دن کے پیامی قائمقام ہماری قیامگاہ پر آئے اور انہوں نے دو تحریریں ہمارے سامنے پیش کیں ایک میں لکھا تھا کہ "آپ کے کہنے کے مطابق الفاظ جو آپکے نزدیک سخت لہجہ رکھتے تھے کاٹ دیئے ہیں" اور دوسری تحریر وہ تھی جو انہوں نے بطور تجویز کے پیش کرنی تھی۔

لیکن جب ہم نے اس دوسری تجویز کو دیکھا کہ یہ وہی چٹھی ہے جو ۱۱ بجے رات کو انہوں نے ہمارے سامنے بطور تجویز پیش کی تھی اور جسکا ہم نے ۱۱½ بجے رات کو ہی وہ جواب دیدیا تھا جو اوپر نقل ہو چکا ہے تو اس پر پیامی قائمقاموں کو ۱۳ دسمبر کو بوقت ۱۰½ بجے دن ہمنے تحریر کیا کہ بجائے اس کے کہ آپ ایک تجویز پیش کرتے اور تو آپنے یہ لکھا ہے کہ یہ ہماری آخری تحریر کا جواب ہے۔ حالانکہ جنابکو آپ تجویز پیش کر کے ہم سے منظوری لینے آپکو ایسا استحقاق نہیں ہے دوسرے بجائے اس کے کہ آپ لہجہ اپنی تحریر کا بدل دیتے اور عمدہ الفاظ میں پیش کرتے الٹا آپنے ہمکو الزام دینے کی کوشش کی ہے تیسرے یہ کہ رات بھی عرض کیا گیا تھا کہ یہ جو آپنے لکھا ہے کہ آپ ہماری خواہش پر محدود تعداد کے آدمی شامل جلسہ کرنے پر راضی ہیں تو یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ہماری طرف سے کوئی ایسی خواہش نہیں ہے۔ اب پھر آپنے وہی بات لکھی ہے جس کے جواب میں ہم بھی اسی کا اعادہ کرتے ہیں چوتھے یہ کہ آپنے لکھا ہے کہ "آپ ہماری اس التجا کو مان لیں کہ تقریریں ضبط تحریر میں اسی طرح آجاویں جس طرح کہ ہماری تحریر مورخہ ۱۰ر جولائی کی شرط پنجم میں ہے" سو اس کی نسبت یہ عرض ہے کہ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے ۹ جولائی سے ہمارے ساتھ قطعی طور پر فیصلہ کیا ہوا ہے کہ دونوں فریق کے امیر **پبلک جلسہ میں** تقریریں کریں گے۔ نہ جیسا کہ آپ چاہتے ہیں کہ کسی خاص اور پرائیویٹ جلسہ میں دونوں فریق کے امیر ۱½ گھنٹے تک روزانہ آہستہ آہستہ بتدریج دو کاتبوں کو اپنے بیان لکھوائیں اور پھر شام کو کاتبوں کے ہاتھ کے لکھے ہوئے وہ مسودے پبلک میں پڑھکر سنا دیں۔ آخر میں یہ بھی لکھا گیا کہ باوجودیکہ آپ تصفیہ شرائط کے متعلق کل شام سے گفتگو ختم کر چکے ہیں اور آئندہ کارروائی بند ہو چکی ہے تو بھی آپکو ایک اور موقعہ تصفیہ شرائط کا دیا جاتا ہے کہ آپ جلسہ سالانہ کے بعد جنوری میں کوئی تاریخ مقرر کر کے امرتسر میں آجائیں۔ چونکہ ہم کو قادیان سے لاہور آئے چھ سات دن ہو گئے ہیں اور اب ہم اس سے زیادہ یہاں نہیں ٹھہر سکتے۔ لاہور میں کوئی گفتگو نہیں ہو سکتی" اس چٹھی کے بعد جو ۱۳ دسمبر ۱۰½ بجے دن کو پیامی قائمقاموں کو پہنچا دیگئی ۳ بجے دن کی گاڑی پر ہم لوگ سوار ہو کر ان وجوہات کی بنا پر جن کا پہلے مفصل ذکر آچکا ہے روانہ قادیان ہوائے اور بعض توقع تھی کہ پیامی پارٹی ہماری اس عنایت سے جو ہم نے انکو دوبارہ گفتگو شروع کرنے کے لئے دی ہے بہت شکرگزار ہوگی اور ہمارا احسان مانیگی کہ اس وقت تک ہم ان کے فرار کا اعلان کرینگے لیکن سخت حیرت اور تعجب ہے کہ پیام نے احسان فراموشی سے کام لیا اور اصل واقعات کو چھپا کر اپنے اوپر بدیانتی کا الزام لیا۔

پیام کے اس مضمون کے متعلق ایک اور امر کا بیان کر دینا بھی ضروری ہے کہ پیام نے نہ تو پیامیوں کی تحریر مورخہ ۱۰ جولائی کی شرط پنجم کو مضمون میں نقل کیا ہے جس کا کہ چٹھی بنام خدا بخش و حکیم محمد حسین مرہم عیسی میں اشارہ ہے اور نہ یہ بتایا ہے کہ اس کے متعلق ہمارے کیا اعتراض ہیں بلکہ پیغام کے مضمون کی روانی بتاتی ہے کہ پیامی یہ چاہتے ہیں کہ پبلک جلسہ میں تقریریں فریقین کے امیروں کی ہوویں اور انکو ضبط تحریر میں لایا جاوے تاکہ وہ محفوظ ہو جائیں* اور ہم اس کے مخالف ہیں حالانکہ بات یہ نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ برخلاف اس قرارداد کے جو پیامیوں کے سابق قائمقام ڈاکٹر محمد حسین شاہ کے اور ہمارے درمیان ۹ر جولائی کو اور اس کے بعد کی خط و کتابت میں طے ہو چکی ہے کہ فریقین کے **امیر پبلک جلسہ میں تقریریں کریں گے** پیامی اب یہ چاہتے ہیں کہ پبلک جلسہ میں تقریریں کرنے کی نوبت نہ آوے بلکہ یہ ہو کہ فریقین کے امیروں کو ایک خاص اور پرائیویٹ کمرہ میں چند آدمیوں کے ساتھ ہر روز بند کیا جاوے اور وہ ۱½ گھنٹے تک آہستہ آہستہ اپنے بیانات دو کاتبوں کو لکھواتے رہیں اور شام کے وقت کاتبوں کے لکھے ہوئے مسودے پبلک جلسہ میں پڑھے جائیں اور کوئی تقریر بجز ان پرچوں کے پڑھے جانے کے پبلک جلسہ میں (یہی مطلب ہے ان کی شرط پنجم کا) اور اس کے متعلق ہمارا جو اعتراض ہے وہ مختصراً یہ ہے کہ ہمارا اور ڈاکٹر صاحب کا ۹ جولائی ۱۵ء کو تحریری طور پر قطعی فیصلہ ہو چکا ہے کہ پبلک جلسہ میں فریقین کے امیروں کی تقریریں ہوں گی یہی اس جلسہ کی غرض ہے اور اگر اس کو ترک کر دیا جاوے تو پھر جلسہ کا انعقاد بے سود ہے۔

خاکسار فضل دین۔

* ان تقریروں کے محفوظ کرنے کیواسطے ہماری تجویز وہ ہے جو اس مضمون کے صفحہ ۴ کالم ۳ سطر ۱۶ تا ۲۶ میں درج ہے۔